بلاشبہ ہزاروں مسلمانوں کے عقائد واعمال کی اصلاح ہوئی۔ وہ بہ ظاہر ایک کامل صوفی تھے لیکن اُن کی نظر تمام معاملات پر تھی۔ تحریر وتقریر کے آدمی نہ تھے۔ مگر اُن کی گفتگو میں متانت وسنجیدگی اور تحریر میں حُسن اور سادگی تھی۔ نپے تلے محتاط جملے اُن کی شخصیت کا طرۂ امتیاز تھا۔

زیرِ تبصرہ کتاب حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی ۱۹۶۲ء سے ۲۰۰۱ء تک ڈائریوں کی تفصیل ہے۔ چالیس سالہ ڈائریوں میں بظاہر کوئی مضمون آفرینی نہیں ہے، صرف معمولات یومیہ کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن چالیس برسوں میں وہ کہاں کہاں تشریف لے گئے، کن کن لوگوں سے ملے، کن موضوعات اور عنوانات پر گفتگو اور مشاورت ہوئی، کن کن تحریکوں میں حصہ لیا اور اُن کے کیا نتائج نکلے، حج وعمرہ کے اسفار، حرمین شریفین میں ان کے معمولات، ادب واحترام کے قرینے اور ایسے کتنے ہی عنوانات ہیں جو قاری کے لیے دلچسپی کا ساماں پیدا کرتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ خلیل احمد صاحب مدظلہٗ نے یہ مواد شائع کر کے نہ صرف اپنے عظیم والد اور ہمارے شیخ ومربی کے معمولات کو محفوظ کر دیا ہے بلکہ ایک عہد اور ایک تاریخ سے نژادِ نو کو روشناس کرایا ہے۔ **(تبصرہ: عین الزمان عادل)**

● **یادگار تحریریں:**

مرتب: حافظ اسحاق ملتانی ضخامت: ۵۵۹ ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ، چوک فوارہ۔ ملتان

یادگار تحریریں جناب محمد اسحاق صاحب کی وہ کاوش ہے جس پر انھیں شاباش دینے کو جی چاہتا ہے۔ ساڑھے تیرہ سال پہلے دو جلدوں میں شائع ہونے والی یہ کتاب اب ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوّارہ ملتان نے ایک جلد میں شائع کی ہے۔ کمپیوٹر کمپوزنگ سادہ مگر دیدہ زیب سرورق اس کتاب کی ظاہری خوبصورتی کے لیے کافی ہیں۔ مؤلف نے برصغیر کے مجلّات، اخبارات میں بکھرے ہوئے اکابر علمائے دیوبند کے مضامین کو کتابی شکل میں سامنے لانے کے لیے ہندوستان کی کئی لائبریریوں میں جانے کی مشقت اٹھائی۔ کتاب کے شروع میں ممتاز اہلِ علم کے عکس ہائے تحریر، پڑھنے والوں کو ایک خاص احساس اور کیفیت سے ہم آہنگ کر دیتے ہیں۔ یہ خزانہ عقیدت مندوں کے ہاتھ ایک ہی جگہ پر شاید ہی اس سے پہلے لگا ہو۔ کتاب میں بعض بزرگوں کے مکتوبات ہیں اور بعض کے مذہبی، علمی اور ادبی مضامین، ایک ہی جست میں قاری کو برسوں پیچھے شاندار ماضی میں لے جاتے ہیں۔ اور وہاں مطالعہ کرنے والا کبھی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے فائدہ اٹھاتا ہے تو کبھی قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اور مولانا انظر شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے نثر پاروں سے تو کتاب کا دوسرا حصہ مہک رہا ہے۔ باقی بزرگوں کے تبرکات کا تو شمار ہی کیا۔

۵۵۹ صفحات کی یہ کتاب دیر تک اہلِ علم کی علمی وادبی پیاس بجھاتی رہے گی۔ **(تبصرہ: محمد عابد مسعود ڈوگر)**

☆☆☆